السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گورنمنٹ سکولوں میں اساتذہ کلاس ٹائم ٹیبل سے لیتے ہیں۔ اساتذہ سکول میں ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات دو تین جماعتیں بھی ہوتی ہیں۔ پر کبھی کبھار یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ کسی استاد کے آخری دو تین کلاسس مسلسل لگتی ہیں جسکی وجہ سے اسکو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

توکیا اس استاد کے لئے کلاس چھوڑ کر باجماعت فرض نماز پڑھنے کی شرعا اجازت ہے کہ نہیں؟ اور کیا فرائض کے ساتھ ساتھ سنن مؤکدہ بھی پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

یا

وہ کلاسس لے کر پھر انفرادا نماز پڑھے؟

2۔ سکول میں اگر کسی وجہ سے ریس/بریک نہ ہوتا ہو اور اساتذہ نے اپنے لئے چائے پینے کیلئے ایک مقررہ وقت مقرر کیا ہو اور بعض اساتذہ کو کلاسس کی وجہ سے چائے پینے کا موقعہ نہ ملتا ہو تو کیا وہ اساتذہ چائے پینے کیلئے کلاسس چھوڑ کر آسکتے ہیں؟

3۔ اسی طرح اساتذہ کیلئے پانی پینے اور طبعی ضرورت (استنجا وغیرہ) کیلئے کلاسس کو درمیان میں چھوڑ کر جانے کی اجازت ہے؟

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۳/۲۲۶۵
۱۴۴۲/۲/۱

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصليًا

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنتِ مؤکدہ بلکہ واجب کے قریب ہے۔احادیثِ مبارکہ میں باجماعت نماز پڑھنے کی بڑی تاکید آئی ہے،اور مختلف کلاسوں میں مسلسل گھنٹے پڑھانا کوئی معتبر اور شرعی عذر بھی نہیں جس کی وجہ سے ترکِ جماعت جائز ہو۔نیز ملازمت کے دورانیہ سے اوقاتِ نماز جس میں فرض اور سننِ مؤکدہ شامل ہیں شرعاً اتنے وقفے کی اجازت ہے۔اس لیے اسکول کی انتظامیہ کو چاہئے کہ اساتذہ کیلئے وقفہ رکھے،لیکن اگر کوشش کے باوجود انتظامیہ کی طرف سے اس کی اجازت نہ ملے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی ہو سکے۔

الترغيب والترهيب (۱/ ۱۵۸)

ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق معلوم النفاق ولقد كان الرجل يؤتى به يهادي بين الرجلين حتى يقام في الصف... و في رواية: من سمع النداء ثم لم يجب من غير عذر فلا صلاة له...

المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة (۲/ ۱۳۶)

الجماعة سنة لا يجوز لأحد التأخر عنها إلا بعذر، والأصل فيه قوله عليه السلام: «لقد هممت أن آمر رجلا يصلي بالناس وأنظر إلى أقوام تخلفوا عن الجماعة فأحرق بيوتهم»، ومثل هذا الوعيد إنما يلحق تارك الواجب أو تارك السنة المؤكدة، والجماعة ليست بواجبة فعلم أنها سنة مؤكدة؛ ولأنها من أعلام الدين، فكان إقامتها هدى وتركها ضلالة إلا من عذر؛ لأن العذر أثرا في إسقاط الفرائض وفي إسقاط السنن أولى.

(۲،۳)۔۔۔اساتذہ کیلئے پڑھائی کے اوقات میں بعض کاموں کی شرعاً اور بعض کی عرفاً اجازت ہوتی ہے اور ان کو کوتاہی اور خیانت نہیں سمجھا جاتا مثلاً:استاذ کا وضو کے لئے جانا، فرض نماز پڑھنا، ضروری فون سننا وغیرہ۔لہٰذا جس ادارے میں عرفاً اساتذہ کو جن کاموں کی اجازت ہو اور اس جگہ کے عرف کے مطابق تعلیمی اوقات کے دوران وہ کام کرنا خلافِ ضابطہ اور خیانت نہ سمجھی جاتی ہو یا شرعاً ان کاموں کی اجازت ہو تو تعلیمی اوقات میں اساتذہ کے لیے وہ کام کرنا اور ان اوقات کی تنخواہ لینا جائز ہو گا۔

الدر المختار (۶/ ۷۰)

وليس للخاص أن يعمل لغيره، ولو عمل نقص من أجرته بقدر ما عمل فتاوى النوازل (وإن) (هلك في المدة نصف الغنم أو أكثر) من نصفه (فله الأجرة كاملة) ما دام يرعى منها شيئا، لما مر أن المعقود عليه تسليم نفسه

(جاری ہے---)

جوهرة، وظاهر التعليل بقاء الأجرة لو هلك كلها وبه صرح في العمادية وفي الشامية: (قوله وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن يصلي النافلة. قال في التتارخانية: وفي فتاوى الفضلي وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة ولا يشتغل بشيء آخر سوى المكتوبة وفي فتاوى سمرقند: وقد قال بعض مشايخنا له أن يؤدي السنة أيضا. واتفقوا أنه لا يؤدي نفلا وعليه الفتوى.....................والله سبحانه وتعالى اعلم

عرفان اللہ کراچوی

دار الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۳۰/رجب/۱۴۴۲ھ

15/مارچ/2021ء

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۳۰/رجب/۱۴۴۲ھ

15/مارچ/2021ء

نائب مفتی

الجواب صحيح

محمود اشرف

۳۰/۷/۴۲ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۳/۲۳۶۵

۱۴۴۲/۸/۱ھ

۲۰۲۱/۳/۱۶